Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم ،ایچ۔۱۵،اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 3, Vol 3,July-September

شمارہ۳، جلد۳،اجولائی — ستمبر

جنگی قیدیوں کے حوالے سے امام سرخسی کی تصرحات کا جنیوا معاھدہ کے تناظر میں ایک تحقیقی جائزہ

Imam Surakhsi's remarks on prisoners of war in the context of the Geneva Conventions A Research and comparative review.

محمد عفان الحق[1]

Keywords:

human history, prisoners of war, war, Imam Surakhsi, Sharh al-Seer al-Kabeer, Geneva Conventions, Islamic law, civilized, crimes, community, humanity

Receiving Date:
28 July 2021
Acceptance Date:
18 September 2021
Publication Date:
30 September 2021

Abstract:

In every age and era of human history, war has been imposed on human beings. And the most affected group of people, in these wars, were the prisoners of war, who have been treated ferociously the most. Even in the present time the most affected of war is the prisoners of war who are treated inhumanely.

In view of this, I thought of writing about the prisoners of war. Imam Surakhsi, one of the great Imams of the Hanafis, in his book Sharh al-Seer al-Kabeer, has made many statements about the prisoners of war which are very similar to the agreements of the present-day. In view of this, the following article presents a researching and comparative analysis between them.

This research focuses on the point that the ideas about prisoners of war presented by Imam Surakhsi are similar that are present in the Geneva Conventions. Imam Surakhsi's statements emerge as important source in proving the supremacy of Islamic law. The following issues will be kept highlighted during the research. Imam Surakhsi’s remarks, compared to Geneva Conventions, is presented as a comparative study, mentioning both, agreed and contradictory clauses prisoner of war, civilized, crimes, Geneva Conventions, community, modern, humanity.

[1]۔ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جلدامعہ کراچی

تمہید:

اگر ہم انسانی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہم پر یہ بات عیاں ہو گی کہ ہر زمانہ اور دور میں انسانوں پر جنگ مسلط رہی ہے۔۔ سالوں اور صدیوں کے گزرنے کے ساتھ ساتھ جنگوں کی شدت انسانوں کے لئے تباہی لاتی رہی پوری بستیوں کی بستیاں اس جنگ کی لپیٹ میں ختم ہو جاتی تھیں۔اس جنگ کی لپیٹ میں سب سے زیادہ وحشیانہ سلوک جس کے ساتھ اختیار کیا جاتا تھا وہ جنگی میں پکڑے جانے والے قیدی تھے۔ جنہیں قبل ازاسلام جنگی قیدیوں کو کوئی خاطر خواہ حقوق حاصل نہ تھے۔اسلام نے ایک ایسے دور میں جنگی قیدیوں کو حقوق عطا فرمائے جس دور میں جنگوں میں ہر قسم کے ظلم کو جائز سمجھا جاتا تھا۔جنگ میں پکڑے جانے والے قیدیوں کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا زندہ جلانا، ناک کان کاٹنا، اور تیل میں ڈال کر بھون ڈالنا بھی کوئی عیب شمار نہ ہوتا تھا۔اور ان ہی میں سے چند لوگوں کو غلام بنا کر ساری زندگی ذلت ورسوائی کے ساتھ جینے کے اوپر مجبور کیا جاتا تھا۔

پانچویں صدی ہجری میں احناف کے ایک امام ابو بکر محمد بن احمد المشہور امام سرخسی نے امام محمد کی کتاب "سیر الکبیر" کی شرح کتاب شرح السیر الکبیر" کے نام سے لکھی۔اس کتاب میں امام سرخسی رحمہ اللہ نے جنگی قیدیوں کے حوالے سے اپنی جامع اور نادر تصریحات پیش کی ہیں. دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر ۱۹۲۹ میں قیدیوں کے حقوق کے حوالے سے پہلا معاہدہ جنگ عظیم دوم کی تباہ کاریوں کے بعد ہوا۔اور ۱۹۴۹ء میں دوسرا جنیوا معاہدہ تشکیل دیا گیا۔جس میں پہلے کی بنسبت جنگی قیدیوں کے اور حقوق بیان کئے گئے۔ جنیوا معاہدہ کی اساس اسی نکتہ پر ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنے انبیاء کرام کے ذریعے سے لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا۔

جنیوا معاہدہ میں انسانی شرف اور عزت کو لازم ٹھہرایا گیا اور قیدیوں کے لئے وہ حقوق اور شقیں بیان کی گئی جو زیادہ تر اسلامی تعلیمات کے موافق تھیں۔اور ان میں سے زیادہ تر تو وہ ایسی شقیں ہیں جو امام سرخسی رحمہ اللہ کے ہم خیال تھیں۔ لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جنگی قیدیوں کے حوالے سے "علامہ سرخسی کی تصریحات" کی درست تعبیر پیش کی جائے اور علامہ سرخسی کی درست تصریحات کو وحی الہی کے قائم کردہ اصول سے ہم آہنگ کیا جائے

قید کا مفہوم:

قید لغت کے اعتبار بند، حبس، اسیری اور روکنے کے معنی میں آتا ہے[2]

بند قید کے مترادف ہے جس کے لغوی معنی قید، حبس، حوالات اور مقفل کے کئے گئے ہیں۔[3] عربی میں قید کے معنی روکنے اور منع کرنے کے ہیں۔جیسا کہ ابن منظور افریقی نے لکھا ہے۔

"قالت امرأة لعائشة رضى الله عنہا ااقيد جملی،قال ابن الاثير:اردت انها لعمل لزوجها شيئا يمنعه عنغيرها من النساء"[4]

---

[2]۔ مولوی فیروزالدین ،فیروزاللغات(فیروزسنز،۲۰۰۵ء)ص:۱۰۲۶۔

[3] ایضا،ص:۲۲۹۔

[4] محمد بن مکرم افریقی ،لسان العرب،(دار صادر بیروت)جلد:۳،ص:۳۷۲۔

ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا میں اپنے اونٹ کو قید کروں، ابن اثیر کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے شوہر کے لئے ایسا عمل کرنے ارادہ رکھتی تھی کہ اسے دوسری عورتوں سے روک سکے۔ آگے لکھتے ہیں:

"وفی الحدیث :قید الایمان الفتک معناہ ان الایمان یمنع عن الفتک بالمؤمن"[5] حدیث میں ہے کہ ایمان قتل کو قید کر دیتاہے، اس سے مراد ہے کہ ایمان مومن کو قتل کرنے سے منع کرتا ہے۔

قید کی اصطلاحی تعریف قانون میں اس طرح کی گئی ہے:

Detention of a person movement and liberty under the custody of another. Restraint on liberty of movement and free choice, either in a jail or at any other place like a room, etc., amounts to imprisonment" [6]

یعنی کسی شخص کی حرکت کی آزادی کو دوسرے کی تحویل میں پابند کر دینا، حرکت اور اختیار کی آزادی پر جیل یا کمرے وغیرہ میں روک لگا دینا قید کہلاتا ہے۔

جنگی قیدی کی تعریف:

امام ابن تیمیہ نے جنگی قیدی کی تعریف یوں بیان کی ہے:

"کل من یؤخذ فی الحرب مع الکفار او فی نہایتھافی القتال او غیر القتال مثل ان تقلیۃ السفینۃ الینا اویضل الطریق او یؤخذ بحیلۃ"[7] یعنی جنگی قیدی سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ جس کو کفار کے ساتھ جنگ میں یا جنگ کے اختتام پر پکڑا جائے چاہے وہ لڑائی کے دوران یا بنا لڑائی کے مثال کے طور پر اگر کشتی سے وہ ہماری طرف گر جائے یا راستہ بھٹک جائے یا حیلہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا جائے۔

اسی طرح فقہائے کرام جنگی قیدی کا اطلاق ایسے شخص پر بھی کرتے ہیں جو حربی ہو اور دار الاسلام میں بغیر امان کے داخل ہو یا مرتدین یا باغیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی لڑائی کے دوران گرفتار کر لئے جائیں۔[8]

علامہ ابن رشد رحمہ اللہ نے جنگی قیدیوں کا اطلاق مسلمان پر بھی کیا ہے:

"لان المسلمین اذا صاروا فی ھذا الحد فھم بمنزلۃ الاساری"[9] اسلئے کہ مسلمان جب اس (قیدی کی) تعریف میں آجائیں گے تو وہ بھی قیدیوں کی طرح ہوں گے۔

قانون وضعی میں جنگی قیدی کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے کہ:

---

5 ۔ ایضا، جلد: ۳، ص: ۳۷۲۔

6 ۔ Mohammad Ilyas Khan, Hand book of legal terms and Phrases,(Karachi,Pakistan Law House , Karachi : 1994),P No:220,

7۔ احمد بن عبد الحلیم، ابن تیمیہ، السیاستہ الشرعیہ، (دار الکتب، س،ن، مصر) ص: ۱۲۴،

8۔ ابو بکر بن مسعود، کاسانی، بدائع الصنائع، (دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶ء) جلد: ۷، ص: ۱۰۹۔

9۔ محمد بن احمد بن محمد، بدایۃ المجلد تھد ونہایۃ المقتصد، مکتبۃ ابن تیمیہ، قاھرہ، ۱۴۱۵ھ، جلد: ۲، ص؛ ۳۴۶۔

"هو كل شخص يؤخذ لا لجريمة ارتكبها، وانما لاسباب عسكرية"۔[10] ہر وہ شخص جس کو کسی ارتکاب جرم کی وجہ سے نہیں ،بلکہ عسکری وجوہات جنگ کے دوران گرفتار کیا گیا ہو۔

ہر وہ شخص "اسیر" ہے جو جنگ میں پکڑا جائے اس لفظ کا اطلاق مرد وعورت دونوں پر ہوتا ہے، کیونکہ فعیل سے یہاں مراد مفعول ہے۔اس لئے اس میں مذکر اور مؤنث دونوں برابر ہوتے ہیں۔پس موصوف کے بجائے صرف تذکیر یا تانیث کی علامت کا ذکر کرنا کافی ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: "قتلت اسيرة" قیدی عورت کو مار دیا گیا اسی طرح کہا جاتا ہے۔"رايت القتيلة" میں نے مقتول عورت دیکھی۔اس کی جمع :اسری" یا "اساری" آتی ہے۔[11]

امام سرخسی کی تصریحات اور جنیوا معاہدہ میں متفق/متضاد دفعات

امام سرخسی رحمہ اللہ آج سے تقریبا ایک ہزار سال قبل گذرے ہیں اور انہوں نے اپنی کتاب "شرح کتاب السیر الکبیر" میں جنگی قیدیوں کے حوالے سے کئی قابل قدر تصریحات بیان کی ہیں لیکن وہ ساری تصریحات انہوں نے اپنے زمانے کے لحاظ سے کی تھیں جب موجودہ دور کی وسائل میسر طرح نہ تھے۔مرور زمانے کے ساتھ ساتھ وسائل میں تبدل و تغیر آتا رہا۔اور مسائل بھی پیدا ہوتے رہے اور جنگی قیدیوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک میں بھی اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ جنگی قیدیوں کے حوالے سے پہلے ۱۹۲۹ء اور پھر دوسری جنگ عظیم کی تباہ کاریوں کے بعد ۱۹۴۹ء میں جنیوا معاہدہ تشکیل دیا گیا۔اور اس معاہدہ میں موجودہ زمانے کے لحاظ سے قیدیوں کے حقوق کے متعلق دفعات بیان کی گئیں۔چونکہ میرا موضوع امام سرخسی کی تصریحات اور جنیوا معاہدہ میں تقابل کے لحاظ سے بھی ہے۔اس لئے اب یہاں سے ان دونوں میں تقابل کیا جارہا ہے۔تاکہ معلوم ہو جائے کہ امام سرخسی رحمہ اللہ نے جو تصریحات قیدیوں کے حوالے سے بیان کی تھیں موجودہ دور میں ان کے اوپر کتنا عمل کیا جاسکتا ہے۔

قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک اختیار کرنا

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر 13 میں یہ بات ذکر ہے کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کیا جانا چاہئے۔اقتدار حراست کی طرف سے کوئی بھی غیر قانونی اقدام، حادثاتی موت یا جنگی قیدی کی صحت کو خطرے میں ڈالنا ممنوع ہے۔اور ایسا کوئی بھی اقدام موجودہ کنونشن کی خلاف ورزی شمار کیا جائے گا۔خاص طور پر کسی بھی جنگی قیدی کو ایسے کسی بھی جسمانی مسخ یا طبّی یا سائنسی تجربے کے لئے استعمال نہیں کیا جائے گا جو قیدی کے طبّی، دندانی یا ہسپتال کے علاج کی طرف سے جائز نہیں ہے۔اسی طرح قیدیوں کو ہر وقت کے تشدد، دھمکیوں، توہین، اور عوامی تجسس کے خلاف ہر وقت حفاظت فراہم کی جائے گی۔جنگی قیدیوں کے خلاف انتقامی کاروائی کے اقدامات ممنوع ہیں۔[12] اور امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر امام کسی قیدی کو قتل کرنا چاہ رہا ہے تو اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ ان کو پیاسا اور بھوکا نہ رکھے اور ان کو ایسی سزا نہ دے جس سے انہیں تکلیف پہنچتی ہو۔بلکہ جو سزا دے وہ ایسی ہو جس کو وہ برداشت کر سکیں۔امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

"وان راى الامام قتل الاسارىٰ فينبغى له ان لا يعذبهم بالعطش والجوع ولكنه يقتلهم قتلا كريما،

---

[10] ۔ڈاکٹر وھبۃ زحیلی، آثار الحرب (دار الفکر، دمشق، ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء) ص: ۴۰۳۔

[11] ۔سعید ابو جلدیب، القاموس الفقهی لغۃ واصطلاحا، (دار الفکر، بیروت، س، ن) ص: ۳۰،

[12] ۔The Geneva Conventions Of 12 August 1949, Internation comitte of the Red Cross 19,Switzerland, Article No: 13,Page No: 87.

يعنى لاينبغى ان يمثل بهم ، فقد نهى رسول الله ﷺ عن المثلة ولو بالكلب العقور، وقال عليه السلام فى بنى قريظة بعد ما احترق النهار فى يوم صائف؛ ولا تجمعوا عليهم هر هذا اليوم وحر السلاح، قيلوهم حتى يبردوا فقتلوهم حتى ابردوا ، ثم راحوا ببقيتهم فقتلوهم،"[13]"اگر امام قیدی کو قتل کرنے کا ارادہ کر رہا ہے تو تو اس کے مناسب یہ ہے کہ اس کو بھوکہ پیاسا نہ رکھے بلکہ اسکو آسان طریقے سے قتل کرے۔یعنی اس کو مثلہ نہ کرے کیونکہ آپ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع کیا ہے اگرچہ پاگل کتے سے ہی کیوں نہ ہو۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: بنو قریظہ کے لوگوں کے بارے میں جبکہ سخت گرمی اور تپش کے دن تھے۔کہ ان قیدیوں پر آج کی گرمی اور ہتھیار کی گرمی دونوں ایک ساتھ جمع نہ کرو بلکہ انہیں قیلولہ اور آرام کراؤ یہاں تک کہ ٹھنڈے ہو جائیں۔پھر ان کو قتل کرو یہاں تک کہ ٹھنڈے ہو جائیں پھر باقیوں کے پاس جاؤ اور ان کو قتل کرو"۔

اس تصریح سے بھی معلوم ہوا کہ قتل سے پہلے یا دوران قید قیدی کو کوئی بھی انسانیت سوز سزا یا ایسی تکلیف دہ سزا جو اس کی برداشت سے باہر ہو یا ایسی سزا دینا جس میں انسانیت کی تذلیل ہو دینا جائز نہیں۔بلکہ ایسی سزا دی جائے جس کو قیدی برداشت کر سکے۔

جنیوا معاہدہ کے دفعہ نمبر ۱۳ میں یہ بات کی گئی ہے کہ جنگی قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک اختیار کرنا چاہئے۔ایسا سلوک نہ اختیار کرے جس سے اس کو تکلیف پہنچے۔اور اسی طرح امام سرخسی رحمہ اللہ نے اسی نقطہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ ایسا سلوک اختیار نہ کیا جائے جس سے انہیں تکلیف پہنچے۔تو یہ دونوں دفعات ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق رکھتی ہیں اور جنیوا معاہدہ کی یہ شرط اسلامی اصول اور تعلیمات کے مطابق رکھی گئی ہے۔اور آپ ﷺ کی تعلیمات سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ آپ نے اس طرح کے سلوک اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے کہ جس سے انسانیت کی تذلیل ہوتی ہو۔جیسا کہ بنو قریظہ کے قیدیوں کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا تھا۔اور فرمایا تھا کہ تپش اور ہتھیار کی گرمی کو ان پر ایک ساتھ جمع نہ کیا جائے۔

موجودہ دور میں جنگی قیدیوں کو جو الیکٹرک شاک دیئے جاتے ہیں وہ بھی جائز نہ ہوں گے۔کیونکہ اس کے ذریعے سے قیدی کے دماغی خلیات اور اعصابی نظام میں کمزوری آجاتی ہے اور قیدی کی جسمانی صحت متاثر ہوتی ہے جو کہ درست نہیں اور جنیوا معاہدہ میں بھی قیدیوں کی حفظان صحت کے لحاظ سے دفعات بیان کی گئی ہیں۔اور اسی طرح قیدیوں پر جو تفتیش کے دوران کتے چھوڑے جاتے ہیں جو کہ ایک غیر انسانی حرکت ہے یہ بھی جائز نہیں ہے۔کیونکہ اس کے ذریعے بھی قیدی کو جسمانی اذیت پہنچتی ہے۔اور یہ عمل مثلہ کے بھی مشابہ ہے اور مثلہ کرنے کی آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے اس لئے یہ بھی جائز نہ ہوگا۔یا قیدیوں کے جسم کے نازک حصوں پر مارنا جس سے اعضاء کے تلف ہو جانے کا اندیشہ ہو یہ بھی جائز نہیں ہے۔یا قیدیوں کو الٹا لٹا کر ان پر لیٹنا یا برہنہ کر کے ان کے نازک حصوں پر مارنا یا اس کے علاوہ جتنی بھی موجودہ دور کی سزائیں ہیں جس میں انسانی عظمت وشرافت کی تذلیل ہو وہ اسلامی تعلیمات اور خود جنیوا معاہدہ کے لحاظ سے بھی جائز نہیں ہیں۔

پیرول یا وعدے پر رہائی:

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر 21 میں ہے کہ جنگی قیدیوں کو جزوی یا مکمل طور پر ضمانت یا وعدے پر رہا کیا جا سکتا ہے۔اور یہ بھی میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ قیدی کو ضمانت پر رہا کیا جا سکتا ہے اور اس کو ایک حدود سے باہر نکلنے کا پابند کیا جا سکتا ہے۔۔[14]

امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دشمن کی قید میں مسلمان قیدی کو جو دار الحرب میں قید تھا یہ کہا گیا کہ تم ہمیں کوئی کفیل دے دو کہ

---

[13] ۔ محمد بن احمد سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر (دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان ۱۴۱۷ھ،۱۹۹۷ء) جلد:۳،ص:۱۲۷۔

[14] The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:21,Page No:90.۔

اگر ہم تمہیں رہا کردیں تو تم اس شہر سے باہر نہیں جاؤ گے تو ہم تمہیں چھوڑ دیں گے۔اس مسلمان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنا کفیل مسلمان،ذمی یا حربی جسے چاہے بنا کر پیش کردے۔کفیل بنانے کے بعد اگر اس کو بھاگنے کا موقع مل جائے تو اگر اس نے اپنا کفیل مسلمان یا ذمی کو بنایا تھا اب دھوکہ دے کر بھاگنا جائز نہیں اور اگر اس کا کفیل حربی تھا تو اس کے لئے دھوکہ دے کر بھاگنا جائز ہے۔امام سرخسی رحمہ اللہ اس پر اپنی تصریح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ :

"لانهم يقتلون الكفيل او يعذبونه اذا خرج هو، و قد كان له ان يقتل الحربى ، ويا خذ ماله فيخرج ، فيكون له ان يعرضه المقتل ايضا بالخروج، وماكان له ان يقتل المسلم والذمى لينجو بنفسه،فكذٰلک لا يكون له ان يعرضهما للقتل بخروجه"[15] کیونکہ اگر یہ قیدی بھاگا تو دشمن اس کے کفیل کو قتل کردیں گے یا سخت سزا دیں گے۔اور اس کے قیدی کے لئے جائز ہے کہ وہ حربی قتل کردے اور اس کا مال لے کر نکل جائے۔تو اس لئے یہاں بھی حربی کو قتل ہونے کے لئے اپنی جگہ پیش کرنا ٹھیک ہے۔اور اس قیدی کے لئے اپنی جان بچانے کے لئے مسلمان یا ذمی کو قتل کرنا جائز نہین تو ان دونوں کا قتل کے لئے پیش کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۲۱ میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ قیدی کو ضمانت پر رہا کیا جاسکتا ہے اور اس کو ایک حدود سے باہر نکلنے کا پابند کیا جاسکتا ہے۔اور امام سرخسی رحمہ اللہ کی تصریح نمبر ۴۰ میں بھی اسی طرح کی بات ہے کہ اگر قیدیوں سے کہا کہ ہمیں کوئی کفیل دیدو ہم تمہیں ضمانت پر رہا کردیں گے تو اس کے لئے کفیل دینا جائز ہے۔تو اب جنگی قوانین کی صورت میں ہر فریق پر یہ پابندی لازم ہوگی کہ وہ اس معاہدے کی پاسداری کرے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرے۔جس طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر معاہدہ تحریر کرتے وقت یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ہمارا کوئی بھی آدمی آپ کے پاس آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو اس آدمی کو ہماری طرف واپس لوٹانا ہوگا۔اس شرط کے بعد ابو جندل رضی اللہ عنہ جو ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے وہ آگئے اور مسلمانوں کے پاس پہنچ گئے تھے تو آپ ﷺ نے ان کو معاہدہ کے مطابق واپس کردیا تھا۔اور معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں فرمائی تھی۔تو اس سے واضح ہوگیا کہ مسلمانوں کا کفار سے امن معاہدہ کرنا بھی جائز ہے اور اس کی پابندی کرنا بھی ضروری ہے۔

قیدیوں سے طبّی خدمات لینا:

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۳۲ میں یہ بات ہے کہ "جنگی قیدی،اگرچہ وہ اپنی مسلح افواج کی طبّی خدمات سے وابستہ نہیں ہیں،وہ ڈاکٹر،سرجن ،دندان ساز،نرسیں یا طبّی احکامات ہیں،ان کا انحصار جنگی قیدیوں کے مفادات کے لئے اپنے طبّی فرائض کو استعمال کرنے کے لئے اقتدارِ حراست کو کرنا پڑ سکتا ہے۔[16]

امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

"ولو قال الاسير لهم:انا اعلم الطب فسالوه ان يسقيهم الدواء فسقاهم السم فقتلهم فان سقى الرجال منهم لم يكن به باس، لان ذلک نكاية فيهم، واكره له ان يسقى الصبيان والنساء، كما اكره له قتلهم"[17] اگر قیدی نے دشمن سے کہا کہ میں طب کو جانتا ہوں دشمن نے اس سے کہا کہ وہ ہمارے بیمار لوگوں کو دوائی پلائے۔قیدی نے دوائی کے بجائے زہر پلادیا جس سے وہ مر گئے اگر

---

15 ۔ محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۵،ص:۲۲۳۔

16 ۔ The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:32,Page No:94

17 ۔ محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۴،ص:۳۰۷۔

پینے والے آدمی تھے تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس کے ذریعے سے یہ انہیں خوف زدہ کرے گا،لیکن عورت اور بچوں کو زہر پلانا مکروہ ہے جیسا کہ انہیں قتل کرنا مکروہ ہے"۔

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۳۲ میں اور امام سرخسی کی بیان کردہ تصریح میں بھی یہی بات ہے کہ اگر قیدی نے کہا کہ میں طب جانتا ہوں اور دشمن اپنے زخمیوں کا معائنہ کرنے کا کہے تو اس کے لئے ان کا معائنہ کرنا جائز ہے۔اور ساتھ ساتھ یہ بھی شرط لگائی ہے کہ موقع ملتے ہی یہ ان کے مریضوں کو مار بھی سکتا ہے۔لیکن آج کے زمانہ میں چونکہ اگر یہ اس طرح اُن کے قیدیوں کو مارے گا تو اس کو بھی تکالیف میں مبتلا کیا جائے گا اور دوسرے قیدی جو دشمن کے قبضہ میں ہیں ان کو بھی نقصان پہنچایا جائے گا تو بہتر یہ ہے کہ آج کے دور میں دشمن کے لوگوں کو نہ مارا جائے۔

دفعہ نمبر ۵۲: خطرناک اور ذلت آمیز سزائیں/اعمال شاقہ:

اجنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۵۲ میں یہ بات ہے کہ کسی بھی جنگی قیدی کو ایسی کام کرنے کا کہنا جو غیر صحت بخش یا خطرناک نوعیت کا ہے۔یا جنگی قیدی کو ایسے مشقت والے کام کرنے کے لئے کہا جائے جسے اقتدار حراست اپنے لوگوں کے لئے توہین آمیز سمجھتی ہے تو ایسے کام کرنے کا نہ کہا جائے گا۔[18]

اگر دشمن قیدی سے کوئی ایسا مشقت والا کام لیتے جس سے اس کو جسمانی یا روحانی اذیت پہنچتی ہے اور وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے کسی پر حملہ کرے اور اس کو مکمل یقین ہو کہ اس کے حملہ کرنے کی وجہ سے دشمن خوف زدہ ہو جائیں گے تو پھر اس کے لئے حملہ کرنا جائز ہے۔اور اگر اس کو معلوم ہے کہ اس کے حملہ کرنے سے دشمن پر کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ الٹا اسے ہی نقصان پہنچے گا تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ ایسا نہ کرے۔

امام سرخسی رحمہ اللہ اپنے تصریح بیان کرتے ہوئے وجہ بیان کرتے ہیں:

"الا ان یکونوا کلفوہ من العمل مالا یطیق فظن ان لہ فیما یصنع نجاۃ او ترفھا فحینئذ لا باس بذلک لطلب النجاۃ"[19] "ہاں اگر وہ اس سے ایسا کام لیتے ہوں جس کے کرنے کی اس میں طاقت نہیں ہے اور اس کا یہ خیال ہو کہ اگر وہ دشمن پر حملہ کرے گا تو اس کو اس کام سے نجات یا راحت ملے گی تو ایسی صورت میں نجات حاصل کرنے کے غرض سے حملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔

جنیوا معاہدہ کی مذکورہ بالا دفعہ اور امام سرخسی کی ذکر کردہ تصریح میں کوئی تضاد نہیں ہے۔چونکہ اسلام بھی اس طرح کے مشقت والے کام کرنے کی ممانعت فرماتا ہے کیونکہ اس طرح کے مشقت والے کام کروانے سے قیدی کی عزت مجروح ہوتی ہے جبکہ اس کے برعکس آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیدیوں کے ساتھ عزت واحترام کے ساتھ پیش آنے کا حکم فرمایا تھا۔زیادہ بہتر بات یہی ہے کہ قیدی سے اس کی حیثیت کے مطابق مناسب کام لینا انسانی دائرہ کار میں رہتے ہوئے یہ درست اور جائز ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو اس کی اجرت بھی دیدی جائے اگرچہ اس کی تصریح امام سرخسی رحمہ اللہ نے اس جگہ پر نہیں کی۔اس سے قیدی کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ جب اس کو رہائی ملے گی تو اس کے پاس ایک ہنر آجائے گا۔اس سلسلے میں بطور دلیل جنگ بدر کے قیدیوں سے آپ ﷺ نے کام لیا تھا کہ جو لوگ فدیہ نہیں دے سکتے تھے ان کے ذمہ آپ ﷺ نے یہ کام سپرد کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادیں۔

---

[18] The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:52,Page No:101. ۔

[19] ۔ محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۴، ص:۳۰۷۔

خواتین قیدی کے ساتھ سلوک:

جنیوا معاہدے کی دفعہ نمبر ۸۸ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت اگر جنگ میں پکڑی جائے تو اس کو قیدی بنالیا جائے گا۔اور اس کے ساتھ ساتھ جنیوا معاہدہ میں اس شق کا بھی اضافہ ہے کہ عورت سے کوئی بھی مشقت والا کام نہ لیا جائے گا۔[20]

امام سرخسی شح السیر الکبیر میں فرماتے ہیں کہ اگر فریقین کے معاہدہ میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ مسلمان دوسرے فریق کے قیدیوں کو قتل نہیں کریں گے اور پھر اس کے بعد اس فریق کی عورتیں یا بچے ہمارے قبضے میں آگئے تو مسلمانوں کے لئے ان عورتوں اور بچوں کے قیدی بنانے میں کچھ مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔اس پر امام سرخسی اپنا جزئیہ بیان کرتے ہیں کہ :

"لاباس بان ناسر نساؤهم وذراريهم وان كان لايحل قتلهم شرعا"۔[21]"اس میں کوئی حرج نہیں کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو ہم قیدی بنائیں اگرچہ شرعی طور پر ان کا قتل کرنا جائز نہیں ہے"۔

جنیوا معاہدے کی دفعہ نمبر ۸۸ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عورت اگر جنگ میں پکڑی جائے تو اس کو قیدی بنالیا جائے گا۔اور اس کے ساتھ ساتھ جنیوا معاہدہ میں اس شق کا بھی اضافہ ہے کہ عورت سے کوئی بھی مشقت والا کام نہ لیا جائے گا۔اور امام سرخسی رحمہ اللہ نے ایک اور جزئیہ میں بھی یہی وضاحت کی ہے کہ اگر عورتیں ہمارے قبضہ میں آجائیں تو ان کو قیدی بنانے میں کوئی حرج نہیں قیدی بنانا جائز ہے۔""اور جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۱۱۸ میں اس بات کی بھی وضاحت ہے کہ عورتوں کو علیحدہ جگہ رکھا جائے گا۔امام سرخسی نے اگرچہ اس شق کی تصریح نہیں فرمائی لیکن احناف اور دیگر ائمہ کی عبارت سے اس کی وضاحت ملتی ہے کہ عورت کو مردوں کے قید خانہ سے علیحدہ رکھا جائے گا۔جیسا کہ البحر الرائق میں ہے کہ :

"ويجعل للنساء سجن على حدة نفيا لوقوع الفتنة"[22]"عورتوں کے لئے فتنہ کو دور کرتے ہوئے الگ جیل خانہ کا انتظام کیا جائے گا۔

جنگ کے اختتام پر قیدیوں کا تبادلہ:

جنیو معاہدہ کی دفعہ نمبر ۱۱۸ سے جنگ کے اختتام پر جنگ کے فریقین بلا کسی تاخیر کے ان لوگوں کو جو جنگ میں قیدی بنے تھے وطن واپس بھیج دیا جائے گا یعنی بلا معاوضہ آزاد کیا جائے گا یا تبادلہ کیا جائے گا۔[23]

امام سرخسی نے جتنی تصریحات قیدیوں کے تبادلے کی ذکر کی ہیں اس سے بھی یہی بات واضح ہوتی ہے کہ اگر کوئی فریقین کے درمیان کوئی معاہدہ ہوا ہے اور قیدیوں کے تبادلے کی بات کریں تو مسلمانوں کو قیدیوں کے تبادلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔کیونکہ آپ ﷺ نے بھی جنگ میں قیدیوں کا تبادلہ فرمایا تھا۔اور دوسری بات یہ کہ مسلمان اور جو ممالک اس جنیوا معاہدہ کا حصہ ہیں ان کو اس معاہدہ کی پابندی لازمی ہے۔تو اس

---

[20] ۔The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:88,Page No:101.

[21] ۔محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۱،ص:۲۱۳۔

[22] ۔زین الدین، ابن نجلدیم، البحر الرائق، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء) جلد:۶، ص:۷۶-۴۔

[23] ۔The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:118,Page No:101.

معاہدہ کے تحت اب مسلمانوں پر بھی یہ لازم ہوگا کہ وہ ان قیدیوں کو واپس کر دیں۔ہاں اگر قیدیوں کے تبادلہ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر قیدیوں کو رہا کرنا جائز نہیں ہونا چاہئے۔میری نظر میں جنیوا معاہدہ میں اسکے ساتھ ساتھ اس شق کا بھی اضافہ ہونا چاہیئے کہ یہ قیدی رہا ہونے کے بعد دوبارہ اس ملک کے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہونگے یا ان کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچائیں گے تو پھر رہا کر دیا جائے ورنہ نہیں۔

جنیوا معاہدہ اور امام سرخسی رحمہ اللہ کی تصریحات کی متضاد صورتیں

جنگی قیدی کا مال:

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۱۸اور ۵۹ میں یہ بات واضح ہے کہ اگر جنگی قیدی کے ذاتی استعمال کی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ اس کے اپنے قبضہ میں ہی رہیں گی۔اور جو رقم اس سے گرفتاری کے وقت لی گئی ہے چاہے وہ اس قید کرنے والے ملک کی ہوں یا کسی اور ملک کی کرنسی ہو اسی قیدی کی ملکیت میں ہی رہے گی۔اور ان کے الگ الگ اکاؤنٹ بنا دیئے جائیں گے اور رہائی کے وقت وہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دی جائیں گی۔[24]

اور امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہا گر امام کسی جنگی قیدی کا مسلمانوں میں سے کسی کو مالک بنادے اور غلام بنانے کے بعد اس کے پاس کوئی مال نکلے تو وہ مال غنیمت میں جمع ہوگا مسلمان اس کا مالک نہیں ہوگا۔امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

"لان الامیر انما ملکه بالقسمة رقبة الاسیر لا ما معه من المال،"[25]"اسلئے کہ امیر نے اس کو تقسیم غلام کا مالک بنایا ہے۔اس کے ساتھ جو مال ہے اس کا مالک نہیں بنایا"۔

"فان المال الذی مع الاسیر کان غنیمة،"[26]"اس لئے جو مال قیدی کے پاس ہے وہ مال غنیمت ہے"۔

جنیوا معاہدہ کی دفعہ نمبر ۱۸اور ۵۹ میں یہ بات واضح ہے کہ اگر جنگی قیدی کے ذاتی استعمال کی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ اس کے اپنے قبضہ میں ہی رہیں گی۔اور جو رقم اس سے گرفتاری کے وقت لی گئی ہے چاہے وہ اس قید کرنے والے ملک کی ہوں یا کسی اور ملک کی کرنسی ہو اسی قیدی کی ملکیت میں ہی رہے گی۔اور ان کے الگ الگ اکاؤنٹ بنا دیئے جائیں گے اور رہائی کے وقت وہ تمام چیزیں اس کے حوالے کر دی جائیں گی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدی کا مال اس کی اپنی ملکیت میں ہی رہتا ہے۔اور امام سرخسی رحمہ اللہ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ قیدی کا مال قید بننے کے بعد اس کی ملکیت میں نہیں رہتا بلکہ وہ مال غنیمت میں جمع ہوگا۔اور اس کے بعد وہ مسلمانوں کے درمیان تقسیم کیا جائے گا۔ان دونوں میں آپس میں تضاد پایا جا رہا ہے۔ان دونوں میں ہم آپس میں تطبیق کی صورت نکالیں گے کہ امام سرخسی رحمہ اللہ علیہ نے یہ جزئیہ اپنے دور اور زمانے کے لحاظ سے بیان کیا تھا کہ جب دشمن بھی اگر مسلمان کے کسی آدمی کو قیدی بنالیا کرتے تھے تو ان کا مال وغیرہ ضبط کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا کرتے تھے۔اس لئے انہوں نے اپنے زمانے اور عرف کے اعتبار سے اس مسئلہ کا استنباط کیا۔لیکن مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مسائل وحالات میں تبدیلی آتی رہی اور اقوام کے درمیان معاہدات بھی طے پاتے رہے اسی سلسلے میں ایک معاہدہ جنیوا کے نام سے طے پایا جس میں قیدیوں کے بارے میں حقوق کی

[24] Ibad, Article No:59,118,Page No:101.

[25] ۔ محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۳، ص:۱۳۳۔

[26] ۔ایضاً، جلد:۳، ص:۱۳۳۔

وضاحت فرمائی گئی۔اب چونکہ اس معاہدہ میں جن ممالک نے دستخط کئے ہیں ان میں مسلم ممالک بھی ہیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس طرح کے معاہدات کے پاسداری کریں تو اب ہم پر اس کی جنیوا معاہدہ کی شرط کی پابندی لازم ہو گی۔اور جو قیدی جنگ میں پکڑے جائیں گے ان کا مال الگ اکاؤنٹ میں رکھا جائے گا۔اور رہائی کے وقت ان کو واپس کر دیا جائے گا۔اور جو ممالک اس معاہدے کے رکن نہیں ہیں ان کے لئے قیدیوں کے مال وغیرہ کو قبضہ کرنا جائز ہو گا۔

جنگی قیدی کو سزا دینا:

کسی بھی جنگی قیدی کو ایک ہی عمل یا اسی الزام میں ایک سے زیادہ مرتبہ سزا نہیں دی جا سکتی ہے۔[27]

اگر جنگ میں کوئی قیدی ایک دفعہ پکڑا جائے اور سربراہ حکومت اس قیدی پر احسان کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دے اور اس سے عہد کرے کہ دوبارہ وہ مسلمانوں کے خلاف وہ جنگ میں شریک نہیں ہو گا۔لیکن اس کے باوجود وہ دوبارہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آیا اور پکڑا گیا تو اب اس قیدی کو قتل کر دیا جائے گا دوبارہ نہیں چھوڑا جائے گا۔

امام سرخسی رحمہ اللہ علیہ اس پر اپنی تصریح پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"والذی روی ان النبیﷺ من علی ابی عزة الجمحی یوم بدر فقد کان ذلک قبل انتساخ حکم المن، الا تریٰ انه لما وقع اسیراً یوم احد، وطلب من رسول الله ﷺ ان یمن علیه ابیٰ وقال: ((لاتحدث العرب بانی خدعت محمداً مرتین،ثم امر به فقتل))"[28]"وہ جو روایت کی گئی ہے کہ آپ ﷺ نے ابو عزہ جمحی پر احسان کرتے ہوئے بدر کے دن رہا کر دیا تھا، یہ فدیہ کا حکم منسوخ ہونے سے پہلے کا ہے۔کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب احد کی لڑائی کے دن ابو عزہ جمحی دوبارہ قیدی بنا اور آپ ﷺ سے دوبارہ بطور احسان رہائی کو طلب کیا تو آپ ﷺ نے منع فرما دیا اور کہا: تو اہل عرب کو یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں نے محمد کو دو مرتبہ دھوکہ دیا ہے۔پھر آپ نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ اگر قیدی ایک مرتبہ چھوٹنے کے بعد دوبارہ پکڑا جائے تو اب اس کو دوبارہ نہیں چھوڑا جائے گا بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

خلاصہ بحث:

اسلامی قوانین برائے اسیران جنگ چودہ سو سال سے نافذ العمل ہیں۔مختلف جنگوں کے دوران مسلمان ان پر عمل پیرا رہے ہیں۔ان قوانین پر عمل درآمد کی صورت میں جنگی قیدیوں کے لئے زندگی کا پیغام ہے۔جنگی قیدیوں کے حوالے سے جو قوانین ہیں یہ کسی دانشور نے نہیں بنائے بلکہ آپ ﷺ نے بنائے ہیں انہی قوانین کو مد نظر رکھتے ہوئے امام سرخسی رحمہ اللہ نے جنگی قیدیوں کے حوالے سے کچھ تصریحات پیش کیں۔دوسرا اسلامی قوانین کے مقابلے میں جنیوا معاہدات کی عمر بہت کم ہے۔اور تمام بین الاقوامی اقوام بھی ان پر عمل پیرا نہیں ہوتے یہ قوانین صرف دستاویزت کی شکل میں موجود ہیں۔اسی کے پیش نظر امام سرکسی کی تصریحات کو جنیوا معاہدے کے تناظر میں پیش کیا گیا تاکہ بین الاقوامی اقوام اس پر عمل پیرا ہو کر انسانیت سوز مظالم سے اپنے آپ کو بچا سکے۔

---

[27]۔ The Geneva Conventions Of 12 August 1949Article No:86,Page No:101.

[28]۔ محمد بن احمد، سرخسی، کتاب الشرح السیر الکبیر، جلد:۳، ص:۱۲۸۔

نتائج وسفارشات:

١۔قیدوں کوذلیل ورسوانہ کیاجائے۔

٢۔قیدیوں کی ایذارسانی گریزکیاجائے۔

٣۔قیدیوں کے ساتھ غیرانسانی سلوک نہ برتاجائے۔کیونکہ "ولقد کرمنا بنی آدم"۔

٤۔بیمارقیدیوں کے علاج معالجہ کی ذمہ دار حکومت ہو گی۔

٥۔قیدیوں کے جو اخراجات ہوں گے ان کی ذمہ داری بھی حکومت پر عائد ہو گی۔

٦۔قیدیوں کو سچی بات اگلوانے کے لئے الیکٹرک شاک لگاناحرام ہے۔

٧۔عورت اگرجنگ میں گرفتار ہو جائے تواس کو مردوں سے الگ جگہ پر رکھاجائے۔

٨۔عورت قیدی کے لئے دیکھ بھال کرنے والی عورت ہی ہونے چاہئے۔

٩۔قیدی کوایسی تنگ جگہ میں نہ قید کیاجائے جہاں پراس کادم گھٹتاہو۔

١٠۔خواتین کو جنگ میں قتل کرنے کی ممانعت ہے۔لیکن اگر کوئی عورت جنگی ممانعت اوراسلحے کی مشق کرے اور لڑنے کے لئے آجائے تواس کے قتل کرنے کی اجازت ہو گی۔